اُردو داستان اور نسائی رد تشکیل

صبا بتول رندھاوا

ABSTRACT:
Usually stories are based on concepts and eventful thoughts. Traditional aggressive view of men reveal in Urdu stories. In which women always deprived from their rights but feminists feels the gender differences in stories which shows the dominant power of men. In view of faminists, the women should have to get their basic rights by eliminating the Monopoly of male class.

نسائی رد تشکیل کے حوالے سے اردو نثر کا جائزہ لیا جائے تو اس کا آغاز داستان سے ہوتا ہے سب سے پہلے قصے کہانیوں کا رواج تھا لوگ ایک دوسرے کو کہانیاں سنایا کرتے تھے پھر داستان کا آغاز ہوا نسائی رد تشکیل ان کہانیوں میں بھی طبقاتی فرق کو محسوس کرتی ہے جو آغاز سے ہی سماج میں مرد کی حکمرانی کو ثابت کرتی ہیں اس حوالے سے زاہدہ حنا چڑا اور چڑیا کی مثال دیتی ہیں جس میں مادہ کردار چڑیا کہانی کے مرد کردار چڑے کے ہاتھوں سزا کو پہنچتی ہے۔یہ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ خاندان کے ادارے کی سر براہی مرد کے ہاتھ میں ہے اور خاندانی نظام پر مرد کی مکمل اجارہ داری ہے۔

نسائی رد تشکیل کے حوالے سے زاہدہ حنا نثری داستانوں کی مثالیں دیتی ہیں۔جس میں ’’باغ و بہار‘‘ سے آغاز کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ اس کہانیوں میں مرد کی حکمرانی نظر آتی ہے اس طرح دوسری داستان ’’فسانہ عجائب‘‘ کے کرداروں میں’’پدرسی خاندان ‘‘کی عکاسی ملتی ہے فسانہ عجائب میں مرد کرداروں کی حکمرانی ہے وہ نسوانی کرداروں پر چھائے ہوئے ہیناسی طرح ’’بوستان خیال‘‘ مینبھی عورت کے لیے پردے کی سختی نظر آتی ہے وہ عورت کو معاشرے میں مکمل آزادی دینے کے حق میں نہیں ہیں ان کے خیال میں عورت کو ہمیشہ چار دیواری میں رہنا چاہیے۔یہ وہی نظریات تھے جو ہندوستان میں رائج تھے جس طرح شرفاء کی عورتوں کا گھر سے نکلنا برا خیال کیا جاتا تھا۔یہی خیالات ’’طلسم ہو شربا‘‘ میں ہیں کہ عورت کو قید کر دیا جاتا ہے عورت کو ہمیشہ پردے کی غرض سے محل میں رہنے کی تلقین ملتی ہے۔

نثر کی نسائی رد تشکیل کے حوالے سے زاہدہ حنا کا مضمون’’تین اردو داستانوں کے نسائی کردار‘‘ اہمیت کا حامل ہے جس میں زاہدہ حنا تین داستانوں’’باغ و بہار‘‘ رجب علی بیگ سرورکی ’’فسانہ عجائب‘‘ا ور’’داستان امیر حمزہ‘‘کے نسائی کرداروں کے حوالے سے زاہدہ حنا لکھتی ہیں:

’’دوسری داستانوں کی طرح عورت کا حسن، اس کا عشق، اس کی طلب، اس کا وصل، اس کا فراق ہر داستان کے بدن میں لہو بن کر دوڑ رہا ہے ان داستانوں کی تمام عورتیں مردوں نے تراشی ہیں۔‘‘(۲(

فسانہ عجائب میں ایسے نسائی کردار ملتے ہیں جو مرد کرداروں کے مقابلے میں زیادہ زندگی کے رنگ اور فن سے بھر پور ہیں۔ اس دور میں ایسی عورتوں کی تصویر کشی بھی ملتی ہے جو اپنی ساری زندگی زنان خانوں میں مرد کے انتظار میں گزار دیتی تھیں شوہر کی وفا داری میں اپنی ساری زندگی قربان کرنے کو تیار ہو جاتی تھیں۔ بیوی کے روپ میں عورت کو مرد کی ہر طرح کی خوشنودی کا خیال رکھنا پڑتا تھا۔ نواب کے خاصہ تناول سے پہلے بیگمات کے دستر خوان نہیں بچھ سکتے تھے جب تک نواب آرام گاہ میں آرام فرمانے نہ جائیں تب تک بیگمات کو بھی آرام کرنے کا حکم نہیں تھا۔ مردحضرات امور زندگی میں کئی کئی سال زنان خانوں میں جانے کا وقت بھی نہیں نکال پاتے تھے۔ لیکن عورتیں ان کی عزت کی پاسداری میں ساری زندگی گزار دیتی تھیں لیکن داستانوں کے کرداروں میں اس کے برعکس دیکھنے کو ملتا ہے داستانوں کے کرداروں میں ہر طرح کے اوصاف موجود تھے۔ داستانوں کے نسائی کرداروں کی ذہانت، ہمت اور حیرت کے حوالے سے زاہدہ حنا لکھتی ہیں:

''کیا بادشاہ زادیاں مردانہ لباس میں، پانچوں ہتھیار باندھے گھوڑوں پر سوار دور دراز ملکوں کو جاتی ہیں کسی معجزے کی بجائے اپنی ذہانت اور منصوبہ بندی کی بنا پر مشکل سے نکل آتی ہیں۔۔۔کسی دشمن سے انتقام لینا ہو تو گھر بیٹھ کر اسے کوسنے نہیں دیتیں، نہ آسمانی آگ کا انتظار کرتی ہیں جو اسے خاکستر کر جائے اس کو ملیا میٹ کرنے کے لیے وہ اپنا ذہن استعمال کرتی ہیں۔''(۳(

داستانوں کے نسوانی کردار ذہانت سے بھر پور تھے وہ زندگی میں معجزات کا انتظار نہیں کرتے تھے ان میں جرأت اور بہادری کے وہ تمام اوصاف موجود تھے جس کی بنا پر وہ ہر دشمن سے انتقام لینے کے لیے ذہانت ہمت اور جرأت کا مظاہرہ کرتے تھے۔ باغ و بہار کی عورتوں کے حوالے سے بقول زاہدہ حنا:

''باغ و بہار کی عورتیں مردوں کی نسبت زیادہ روشن خیال، زیادہ دلکش زیادہ فعال، متحرک اور زندگی آمیز ہیں۔شہزادیاں مردوں کی نسبت زیادہ با وفا، جرأت مند، عالی ہمت، باحوصلہ، نڈر ذہین اور ہوشیار ہیں۔''(۴(

باغ وبہار کے نسوانی کردار مردوں کے زیر اثر نہیں تھے وہ آزادی کے ساتھ اپنے ہر عمل اور فعل کو سر انجام دے سکتے تھے زاہدہ حنا کے مطابق اردو داستانوں میں ایسی بے دھڑک عورتیں تھیں جن کا اس دنیا میں اب نام و نشان باقی نہیں ہے یعنی داستانوں میں کھلی مبالغہ آرائی بھی ملتی ہے۔ جس میں خواتین گھوڑوں پر سوار ہو کر اور مردانہ وضع اختیار کر کے جنگیں لڑ رہی ہیں تو کہیں بہادری کے جھنڈے گاڑھ رہی ہیں۔داستانوں کے کرداروں کے حوالے سے زاہدہ حنا لکھتی ہیں:

''میرا خیال ہے کہ میرا من، رجب علی بیگ سرور، تصدق حسین، محمد حسین جاہ یا منشی احمد حسین قمر نے اپنی داستانوں کو جو بادشاہ زادیاں، وزیر زادیاں، پریاں اور جادو گرنیاں تراشی ہیں وہ ان کے خواب و خیال کی نہیں۔اس عہد میں سانس لینے والی ایسی ہی عورتوں کی، پرچھائیاں ہیں جو ہمیں کچھ مبالغے اور کچھ حاشیہ آرائی کے ساتھ داستانوں میں نظر آتی ہیں۔''(۵(

یہ کردار کسی حد تک معاشرے کے عکاس ہیں لیکن مبالغہ آرائی سے بھر پور ہیں ان داستانوں میں جنگوں کی فتوحات کے بعد شہزادیوں کے ساتھ ہونے والے بد ترین سلوک کی عکاسی بھی ملتی

ہے جس میں فاتح فوجیں عورتونکی بے حرمتی کرتیں تھیں ان کی عزتیں لوٹی جاتی تھیں اور وہ بے عزت ہو کر کوٹھوں کی زینت بنیں کچھ خواتین جن کے گھر والے مارے جاتے تھے وہ در بدر ہوتی تھیں تو وہ دشمن فوجیوں کے ہاتھوں برباد ہونے کی بجائے کنوئوں میں چھلانگ لگا دیتی تھیں یہ تمام حقیقی معاشرے کی خواتین کی تصویر ہے جو اس وقت سماج میں مظالم کا شکار تھیں ان پر ہونے والے ظلم و ستم پر کوئی تحریر موجود نہیں حقیقی زندگی کے نسائی کرداروں کے حوالے سے زاہدہ حنا لکھتی ہیں:

’’اُردو داستان نے نسائی کردار اپنے عہد کے مخصوص حالات اور تاریخی جبر کا اسی طرح شکار تھے جس طرح اس عہد میں زندگی کرنے والی عورتیں۔ وہ داستانوں میں بڑے بڑے کارنامے سر انجام دے سکتی تھیں لیکن لکھنو، دہلی اور پٹنا کی حویلیوں میں جیتی جاگتی گوشت پوست کی عورت جبر، استحصال اور امتیازات کا شکار تھی۔‘‘(۶)

زاہدہ حنا کے مطابق اس سماج کے زنان خانوں میں ایسی عورتیں موجود تھیں جب پر ذرا سی تہمت کے بدلے میں ساری زندگی کے لیے آزادی کے دروازے بند کر دیے جاتے تھے جو عورتیں علم حاصل کرنے کی خواہش کرتی تھیں انہیں شریف زادی کے زمرے سے باہر نکال دیا جاتا تھا۔

داستانوں کے نسائی کردار تو بڑے بڑے کارنامے آسانی سے سر انجام دیتی دکھائی دیتے تھے لیکن حقیقی زندگی میں وہی جیتی جاگتی اور ہر رویے کو اپنے اوپر محسوس کرتی عورتیں ہیں جن کے ساتھ معاشرہ وہی تلخ رویے اپناتا ہے اور وہ اس جبر کا شکار ہیں جس میں صرف عورت کا استحصال کیا جاتا ہے۔

فسانہ عجائب کے تمام کردار مرد کی حکمرانی کے زیر اثر ہیں اس میں شہزادی انجمن آراء، ملکہ، مہر نگار، ماہ طلعت، فیروز بخت یہ سب مرد کی اجارہ داری کا شکار معلوم ہوتے ہیں انہیں مکمل آزادی حاصل نہیں ہے۔’’فسانہ عجائب‘‘ میں مرد اور نسائی کرداروں کے حوالے سے زاہدہ حنا لکھتی ہیں:

’’جان عالم کا مہر نگار اور انجمن آراء کی وفا داری پر شک کرنا، مہر نگار سے شہزادہ عالم کا بطور ایک مرد وعدہ وفا کرنا، سمندری طوفان میں گھر کے گم ہو جانی والی ملکہ کی تلاش میں شہزادے کا سر ہتھیلی پہ رکھ کر پھرنا۔ یہ سب اس کی علامتیں ہیں کہ خاندان کی نسائی کردار اپنے اپنے متعین سماجی رویوں سے رو گردانی نہیں کرتے۔‘‘(۷)

فسانہ عجائب کے کرداروں مینشہزادہ جان عالم کا کردار زیادہ مضبوط ہے۔ اس کے پاس زیادہ اختیارات ہیں مرد اور عورت کے رشتے کے حوالے سے وہ انجمن آراء کی زندگی پر مکمل اختیارات کا ملک ہے۔ اس میں بھی روایتی مرد کی خصوصیات پائی جاتی ہیں وہ بھی اس سماج کے مردوں کی طرح ایک شکی مرد ہے جو انجمن آراء کی وفاداری پر شک کرتا ہے ہر مرد کی ذہنیت میں عورت کے بے وفائی کا تاثر ہے۔ ہر دور کے مرد کے یہی نظریات رہے ہیں کہ عورت میں وفا کا مادہ نہیں ہے پرانے دور کی شاعری کی طرح داستانوں میں بھی عورت کو بے وفا دکھایا گیا ہے جو کبھی کسی

موڑ پر مرد کے ساتھ وفا نہیں کرتی وہ مرد کے وفا کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا باعث بنتی ہے یہی رویہ فسانہ عجائب کے شہزادے جان عالم کا ہے۔

فسانہ عجائب میں ڈاکٹر قمر الہدی فریدی عورت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''بنیادی متن میں پسر مجسٹن ایک مسلمان لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو کر اس کے کہنے سے اسلام قبول کر لیتا ہے، ''(۸(

فسانہ عجائب میں کہیں کہیں ہمیں عورت کے کردارمینبھی مضبوطی نظر آتی ہے عام روایت اور معاشرتی رویوں کے مطابق ہمیشہ عورت مرد کی محبت میں اپنا مذہب چھوڑ کر اسکا مذہب اپنا کر اس سے شادی کرتی ہے ایسا بہت کم دیکھنے کو ملا ہے کہ کوئی ایک مرد عورت کے لیے اپنا مذہب چھوڑ کر اس کا مذہب اپنا کر اس سے شادی کر لے۔ مرد کے مضبوط محبت کے جذبات کا اظہار ہمیں فسانہ عجائب میں یوں ملتا ہے کہ فسانہ عجائب کا کردار پسر مجسٹن ایک مسلمان عورت سے اپنا مذہب چھوڑ کر شادی کر لیتا ہے۔اس سے عورت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ کوئی مرد عورت کی خاطر اپنا مذہب تبدیل کرتا ہے۔

عورتوں کے پردے کے حوالے سے زاہدہ حنا لکھتی ہیں:

''ہندوستان میں سانس لیتے ہوئے اور زند گی کرتے ہوئے''مسلمان خاندان''میں''پردہ'' وہ ذیلی ادارہ ہے جس کی گرفت اپنی عورتوں پربہت شدید رہی ہے سچ تو یہ ہے کہ مسلمان ہی کیا ہندو خاندان بھی اپنی عورت سے پردے کی پابندی کراتا ہے اس حوالے سے اٹھارویں صدی کی ایک اہم داستان''باستان خیال'' کا تبصرہ ضروری ہے۔'' (۹(

عورتوں کے حوالے سے داستان میں گھٹن کااحساس بھی ملتا ہے یعنی عورت کو کسی قسم کی آزادی حاصل نہیں تھی اسے ہمیشہ پردے میں رکھا جاتا تھا وہ آزادی کے ساتھ معاشرے میں گھوم پھر نہیں سکتی تھی۔اس حوالے سے بہت زیادہ سختی کا تاثر ملتا ہے۔''طلسم ہو شربا'' میں تو لکھنے والوں نے یوں لکھا ہے تب عورت کے سائے سے بھی پردہ ہوتا تھا یعنی کوئی مرد عورت کا سایہ بھی دیکھ لے تو اسے جرم قرار دے دیا جاتا تھا۔عورت کا بے پردہ ہونا ایک انتہائی غلط تاثرسمجھا جاتا تھا اور پورے سماج میں اس بات کا برا مانا جاتا تھاپردے کی شدید سختی کو زاہدہ حنا''طلسم ہو شربا'' میں یوں بیان کرتی ہیں:

ـ''اس لیے یہ آسان ترکیب نکالی گئی کہ ملکہ، شہزادی یا حسینہ غیر مسلم ہوتی ہے اور جب وہ مسلمان ہو جاتی ہے تب وہ محل کے اندر بھیج دی جاتی ہے اور اس کی آزادیکے دن ختم ہو جاتے ہیں لیکن شیران ادب کو دوسری غیر مسلم شہزادیاں مل جاتی ہیں۔''(۱۰(

داستانوں میں پردے کی پابندی اس قدر ملتی ہے کہ جب کبھی داستان میں کسی عورت کا کھلم کھلا ذکر کرنا ہوتا یا انہیں بے باک اور نے پردہ دکھانا ہوتا تو انہیں غیر مسلم قرار دے دیا جاتا ان تمام رویوں کو غیر مسلم عورت کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ ہر ملکہ شہزادی اور حسینہ غیر مسلم ہوتی تھی لیکن جہاں مسلم لڑکی کا ذکر آتا تو اسے کمرے میں بند کر دیا جاتا مکمل پردے میں چھپا دیا

جاتا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان معاشرے میں عورت پر اس قدر سخت پردے کی گرفت تھی کہ پردے کی قید میں ہر طرح کی آزادی سے محروم رکھی گئی تھی۔

محمودفاروقی"داستان گوئی میں لکھتے ہیں:

"طلسم ہو ش ربا کا بادشاہ اور مالک ہے افرا سیاب اور اس کی عمل داری میں ساٹھ ہزار ملک جادو گر اور جادو گرنیوں کے آباد ہیں۔"(۱۱(

داستانوں میں جو اختیارات جادو گر کے پاس تھے وہی جادوگرنیوں کے پاس بھی تھے"بوستان خیال" میں عورت کے لیے پابندیوں کے حوالے سے زاہدہ حنا لکھتی ہیں:

"سلطان رکن الملک نے صرف اس وجہ سے بیٹی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا کہ اس نے مردانہ لباس پہن کر میدان جنگ میں مقابلہ کیا جس سے اس کے قدو قامت پرنامحرموں کی نظر پڑی حرم سرا میں پردے کا یہ عالم ہے کہ جب دس سالہ بدر مینر محل میں جاتا ہے تو نو سالہ شہزادی ہجرے میں مخفی ہو جاتی ہے۔"(۱۲(

"بوستان خیال" میں مردہ کا نظریہ اس قدر طاقت ور تھا کہ اس کی سزا قتل تھی ایک باپ صرف نے پردہ ہونے کی جرم مینبیٹی کو قتل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس سے ہمیں عورتوں کے ساتھ مکمل طور پر روا رکھے جانے والی سختی کا اندازہ ہوتا ہے۔

صرف عورت ہی پردے کا خیال نہیں رکھتی بلکہ مرد بھی ان کے پردے کا خیال کرتے نظر آتے ہیں پردے کے حوالے سے ایسی سخت مثالیں ملتی ہیں کہ ایک دفعہ نور جہاں ہوا خوری کے لیے محل کی چھت پر ٹہل رہی تھی کہ کسی راہ گیر نے اسے دیکھ لیا تو غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے قتل کر دیا۔ اس طرح جہاں آرا نے ایسے جرم میں ایک شاعرصیدنی طہرانی کو شہر سے نکالنے کا حکم دے دیا تھا باقی داستانوں کی نسبت باغ و بہار کے کردار زیادہ مضبوط ہیں جن میں خواتین کرداروں کو مرد کرداروں کی نسبت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ یہ سماج کے حقیقی کردار محسوس ہوتے ہیں ان میں کوئی غیر حقیقی حرکات موجود نہیں باغ و بہار میں نسائی کردار زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔اس حوالے سے ڈاکٹر سہیل بخاری لکھتے ہیں:

"باغ و بہار میں کوئی کردار نرالا یا اجنبی نہیں ہے وہی چلتے پھرتے انسان ہیں جنہیں ہم روزانہ اپنے گرد و پیش دیکھتے ہیں میرا من کے تمام کردار زندہ ہیں اور زندگی کے مکمل نمونے ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ شہزادی دمشق کا کردار سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ دلچسپ ہے"(۱۳(

جہاں باغ و بہار کے نسائی کردار دلچسپی کا باعث ہیں وہیں ان کے ساتھ ظلم اور زیادتی کا رویہ رکھا جاتا ہے اور اس دور میں عورت کو جن مسائل اور پرانی گھسی ہوئی روایات کی پاسداری میں قربانی دینی پڑتی تھی اس کی جھلک بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس کی مثالوں میں بصرے کی شہزادی کی مثال سامنے آتی ہے جو اپنے باپ کے قہرو عتاب کا شکار ہوتی ہے باپ کا ظلم سہہ کر بھی احترام کو فراموش نہیں کرتی اس طرح نیک بخت جورو ملک زیر آباد کی کنیا جب یہ خبر سنتی ہے کہ اس کا شوہر مارا گیا تو سینے پر خنجر مار کر ستی ہوتی ہے۔یہ حقیقی سماج میں ستی ہونے کا عمل عورت

کے ساتھ ظلم کی تصویر کشی کرتا ہے اس طرح داستان میں زخمی شہزادی موت اور جسمانی تکلیف میں بھی ہر خوف کوبالا تر رکھ کر پردے کو اوّلین ترجیع دیتی ہے۔اس حوالے سے نسائی کردار پردے کی قید میں گھٹن کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔

کشور ناہید کے مطابق اردو داستانوں کے کرداروں میں پھر بھی کہیں کہیں جان محسوس ہوتی ہے کہ وہ اپنے حق کے لیے کوئی قدم اٹھاتی ہیں یعنی اس کے بہروپ بدلنے کے عمل کو وہ عورت کی کاوشش قرار دیتی ہیں۔یہ وہ ناقص سی جدو جہد ہے جو عورت کو بھی متحرک اور زندہ وجود کی علامت بناتی ہے یعنی وہ بھی معاشرے میں کوئی قدم اٹھا سکتی ہے۔

کشور ناہید پرانی داستانوں کے حوالے سے لکھتی ہیں:

’’میرا من کی باغ و بہار سے لے کر نیز مسعود تک کی کہانیوں میں کہیں مثنوی زہر عشق کی کہانی ہے تو کہیں شہر زاد بہروپ بدلتی نظر آتی ہے کہ چلو اپنی زندگی بچانے کے لیے کہانی کا ترازو ہی سہی کوئی طریقہ اختیار کرتی خاتون تو ہے۔‘‘(۱۴(

مجموعی طور پر داستانوں کے نسائی کردار پر نظر ڈالی جائے تو یہ زیادہ تر مرد کی اجارہ داری شکار ملتے ہیں انہیں پردے میں قید کر کے رکھا جاتا ہے اگر کہیں وہ کوئی متحرک دکھائی بھی دیتے ہیں تو انہیں ان کی باغیانہ حرکت قرار دے کر قتل کردیا جاتا تھا یعنی ہمیں معاشرے کا وہی حقیقی ظالمانہ تاثر ملتا ہے جس کی قید میں عورت ہمیشہ اپنے حقوق سے محروم رہی۔

حوالہ جات:

)۱(زاہدہ حنا’’تین اردو داستانوں کے نسائی کردار‘‘مشمولہ: آدھی عورت_پورا ادب، مرتبین:ڈاکٹر عقیلہ جا وید، ڈاکٹر حماد رسول اور دیگر، لاہور: فکشن ہاوس، ۲۰۱۷ء، ص۲۳۹

)۲(ایضاََ، ص۲۳۹

)۳(ایضاََ، ص۲۴۲

)۴(ایضاََ، ص۲۴۳

)۵(ایضاََ، ص۲۵۵

)۶(زاہدہ حنا’’اردو ادب اور پدرسی خاندان‘‘مشمولہ: خاموشی کی آواز، ادارت:فاطمہ حسن، آصف فرخی، کراچی:وعدہ کتاب گھر، اپریل۲۰۰۳ء، ص۱۲۲، ۱۲۳

)۷(قمرالہدیٰ فریدی، ڈاکٹر، اُردو داستان:تحقیق و تنقید، علی گڑھ:ایجوکیشنل بک ہائوس، ۱۹۹۱ء، ص۲۱۳

)۸(زاہدہ حنا’’اردو ادب اور پدرسی خاندان‘‘مشمولہ: خاموشی کی آواز، ص۱۲۳

)۹(ایضاََ، ص۱۲۷

)۱۰(محمد فاروقی۔محمد کاظم، داستان گوئی، دہلی:عرشیہ پبلی کیشنز، ص۳۷

)۱۱(زاہدہ حنا’’اردو ادب اور پدرسی خاندان‘‘مشمولہ: خاموشی کی آواز، ص۱۲۵

)۱۲(سہیل بخاری، ڈاکٹر، اُردو داستان(تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)، اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان، ص۱۱۸

)۱۳(　کشور ناہید’’ہمارے ادب اور فنون لطیفہ میں میچور عورت کہاں ہے!‘‘مشمولہ: آدھی عورت_پورا ادب،، ص۷۴

/....../